سورۃ الکہف

آیات ۷۱ - ۸۲

فَانْطَلَقَا ۠ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَ لَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ
عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ۠ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ
شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا
تُصٰحِبْنِىْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ۠ حَتّٰٓى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا
اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ
هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ
لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَ اَمَّا
الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا
مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ
كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖۗ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا
فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ؕ ﴿۸۲﴾ ع

سُوْرَۃُ الْکَھْف

مکیة

آیات 110

زمین پر اللہ نے زینت کی بے شمار چیزیں پیدا فرمائیں۔ وسائل، اسباب و ذرائع پیدا کیے تاکہ انسان کے عمل کی آزمائش کرے۔ جس میں ایمان (توحید)، مال و دولت، عزت و شرف، علم و فہم اور قوت و اقتدار کی آزمائش شامل ہے

ان سب آزمائشوں اور فتنوں سے بچ کر ایمان، توحید اور آخرت کی دعوت کو قبول کر کے اس پر استقامت دکھاؤ

آیات 1-8

تمہید - قرآن کی حقانیت و اعتدال۔ آپ ؐ کو صبر کی تلقین، انذار و تبشیر

آیات 9-26

قصۂ اصحابِ کہف

اس سے مکہ کے حالات پر تطبیق۔ ایمان کی آزمائش

آیات 27-31

نبی کریم ؐ کی توجہ اور التفات نادار اہل ایمان کی طرف کرنے کی ہدایت

آیات 32-49

دو باغ والوں کا قصہ

مال و دولت کی آزمائش - دنیاوی کامیابی کا دھوکا اور آخرت کی حقیقت

آیات 50-59

آدم و ابلیس کی سر گزشت سے قریش کو ان کی غفلت پر تنبیہ

آیات 60-82

قصۂ موسیٰ و خضر

ارادۂ و حکمت الٰہی - انسانی علم فہم اور صبر کا امتحان

آیات 83-101

قصۂ ذوالقرنین

اقتدار کی آزمائش - ذوالقرنین کے اقتدار و قوت سے قریش کو عبرت و تنبیہ

آیات 102-110 اختتامیہ

زندگی کی ساری دوڑ دھوپ کا ہدف اس دنیا کو بنا لینا دائمی اور ابدی خسارے کا باعث
اللہ کی آیات کے کفر کے ساتھ کسی جزوی نیکی کی کوئی حیثیت نہیں
معجزے اور نشانیاں دکھانا اللہ کا کام ہے، پیغمبر ؐ کی حیثیت ایک بندے اور رسول کی ہے جس پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ اللہ کے سامنے حاضری اور جوابدہی کا احساس نیک اعمال اور اطاعت کا پیش خیمہ ہے

فَانۡطَلَقَا ٝ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيۡنَةِ خَرَقَهَا ‌ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَهَا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا ‌ۚ لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔـا اِمۡرًا‏ ۝٧١ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا‏ ۝٧٢

فَانۡطَلَقَا - پھر وہ دونوں چل پڑے

(ط ل ق) اِنْطَلَقَ يَنْطَلِقُ ، اِنْطِلَاقٌ : چل پڑنا (VII)

اردو میں : طلاقتِ لسان (زبان کی روانی) اطلاق

حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا - یہاں تک کہ جب وہ دونوں سوار ہوئے

رَكِبَ يَرْكَبُ ، رُكُوْبًا : سوار ہونا

فِى السَّفِيۡنَةِ - کشتی میں

سَفِيْنَة : کشتی (جو سفر کے لیے آرام دہ بنائی گئی ہو)

خَرَقَهَا - (تو) پھاڑ دیا اس کو (سوراخ کر دیا)

خَرَقَ يَخْرِقُ ، خَرْقًا : پھاڑنا

اردو میں : خرقِ عادت (عادت کا پھاڑنا یعنی معجزانہ)، خرقہ (پھٹا ہوا کرتا)

قَالَ اَخَرَقۡتَهَا - (موسیٰ نے) کہا، کیا تو نے پھاڑا اس کو؟

لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا - تاکہ تو غرق کر دے اس کے رہنے والوں کو

اَغْرَقَ يُغْرِقُ ، اِغْرَاقًا : غرق کرنا (IV)

لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔـا اِمۡرًا - یقیناً آپ نے کیا ایک عجیب کام

جَآءَ يَجِيْٓءُ ، مَجِيْٓءٌ: آنا (کسی جگہ یا کام یا وقت کا قصد کرنا)

اَمَرَ يَأْمُرُ ، اِمْرًا : بہت بری یا تعجب خیز بات پیش آنا۔

اِمْرٌ : بڑا، سنگین، برا معاملہ (monstrous or outrageous)

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ - اس نے کہا کیا نہیں میں نے کہا تھا

اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ - (کہ) بیشک تو ہرگز نہیں استطاعت رکھے گا

اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ ، اِسْتِطَاعَةٌ : طاقت رکھنا (VIII)

مَعِىَ صَبۡرًا - میرے ساتھ صبر کی

قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ وَ لَا تُرۡهِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿۷۳﴾ فَانۡطَلَقَا ٜ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَکِیَّۃًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾

قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ - (موسیٰ نے) کہا نہ تو مواخذہ کر میرا

اَخَذَ یُؤَاخِذُ ، مُؤَاخَذَۃٌ : مواخذہ کرنا (IV)

بِمَا نَسِیۡتُ وَ لَا تُرۡهِقۡنِیۡ - اس پر جو میں بھول گیا اور نہ ڈال مجھ پر

نِسْیَانٌ: بھولنا

اَرْهَقَ یُرْهِقُ ، اِرْهَاقًا: ڈالنا، تھوپنا (IV)

مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا - میرے معاملے میں تنگی

عُسْرًا : عسرت (تنگی، دشواری)

فَانۡطَلَقَا - پھر وہ دونوں چل پڑے

حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا - یہاں تک کہ جب وہ دونوں ملے ایک لڑکے کو

لَقِیَ یَلْقٰی ، لِقَآءٌ : ملنا

غُلٰم : نوجوان لڑکا

فَقَتَلَهٗ - تو اس نے قتل کر دیا اس (لڑکے) کو

قَالَ اَقَتَلۡتَ - (موسیٰ نے) کہا، کیا قتل کر دیا ہے آپ نے

نَفۡسًا زَکِیَّۃً - ایک پاکیزہ (معصوم) جان کو

زَکَا یَزْکُو ، زَکَاءً ... پاک ہونا، خالص ہونا

زَکِیَّۃً ... بے گناہ، پاک، معصوم

بِغَیۡرِ نَفۡسٍ - کسی جان (کے بدلے) کے بغیر

لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا نُّکۡرًا - بلاشبہ تو آیا ہے بہت برے کام کو

نُکْرًا : خوفناک، تکلیف دہ، ناپسندیدہ، نامعقول

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔـا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا
تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔـا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

اب وہ دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب وہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے تو اس شخص نے کشتی میں شگاف ڈال دیا موسیٰؑ نے کہا "آپ نے اس میں شگاف ڈال دیا تاکہ سب کشتی والوں کو ڈبو دیں؟ یہ تو آپ نے ایک سخت حرکت کر ڈالی۔ اس نے کہا "میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے؟" موسیٰؑ نے کہا " بھول چوک پر مجھے نہ پکڑیے میرے معاملے میں آپ ذرا سختی سے کام نہ لیں" پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ ان کو ایک لڑکا ملا اور اس شخص نے اسے قتل کر دیا موسیٰؑ نے کہا "آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے لی حالانکہ اُس نے کسی کا خون نہ کیا تھا؟ یہ کام تو آپ نے بہت ہی برا کیا

Then the two went forth until, when they embarked on the boat, he made a hole in it, whereupon Moses exclaimed: "Have you made a hole in it so as to drown the people in the boat? You have certainly done an awful thing." He replied: "Did I not tell you that you will not be able to patiently bear with me?"
Moses said: "Do not take me to task at my forgetfulness, and do not be hard on me."
Then the two went forth until they met a lad whom he slew, whereupon Moses exclaimed: "What! Have you slain an innocent person without his having slain anyone? Surely you have done a horrible thing."

محمد اقبال

فَانْطَلَقَا ۗ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾

موسیٰ علیہ السلام کے تربیتی سفر کا آغاز

- حضرت موسیٰ وخضر (علیہما السلام) کے درمیان جب قول وقرار ہوگیا (کہ حضرت موسیٰؑ نے وعدہ کرلیا کہ وہ ان کے کسی معاملے پر اعتراض نہیں کریں گے تو پھر دونوں تربیتی سفر پر روانہ ہوئے)
- چونکہ دونوں ساحل دریا پر تھے تو دریا کے پار جانے کے ارادے سے ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ کچھ آگے چل کر دریا ہی میں حضرت خضر (علیہ السلام) نے کشتی کا ایک تختہ توڑ ڈالا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ضبط نہ ہوسکا۔ اور وہ اپنے قول وقرار کو نظر انداز کرکے بول اٹھے کہ یہ حرکت آپ نے اس لیے کی ہے کہ اہل کشتی کو غرق کردیں؟ یہ تو بڑی ہی ناروا حرکت آپ نے کی۔
- شریعت کے اعتبار سے حضرت خضر (علیہ السلام) نے ایک ایسا کام کیا جو نہ صرف گناہ تھا بلکہ بدتر گناہ یا دہرا گناہ، ایک تو گناہ اس بات کا کہ کسی شخص کی مملوکہ کشتی کو بغیر کسی وجہ کے توڑ ڈالا جو کہ ایک جرم اور ظلم ہے اور دوسری یہ بات کہ اس سے سواریوں کے ڈوب جانے کا امکان پیدا کردیا
- موسیٰ علیہ السلام، خضر علیہ السلام سے وعدہ کرچکے تھے کہ وہ آپ کے کسی کام پر اعتراض نہیں کریں گے لیکن شریعت کی یہ کھلی خلاف ورزی دیکھ کر آپ سے رہا نہیں گیا اور فوراً اس خلاف ورزی کی وضاحت چاہی
- خضر (علیہ السلام) نے موسیٰ (علیہ السلام) کی بات کا جواب دینے کی بجائے صرف انھیں ان کا وعدہ یاد دلایا اور اپنی بات یاد دلائی کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ سفر نہیں کرسکیں گے۔ اس پر موسیٰ (علیہ السلام) نے معذرت چاہی اور آئندہ کے لیے محتاط ہونے کا یقین دلایا۔ اور اپنے بارے میں زیادہ سخت گیری سے کام نہ لینے کی درخواست کی

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

موسیٰ علیہ السلام کی معافی کی درخواست

- گزشتہ واقعہ پر معافی تلافی کے بعد پھر دونوں بزرگ روانہ ہوئے تو راستے میں ایک لڑکا ملا، خضر (علیہ السلام) نے بغیر کسی وجہ کے اسے قتل کر ڈالا۔ ایک نا بالغ اور بے گناہ کے قتل پر ایک پیغمبر کیسے خاموش رہ سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) بھڑک اٹھے۔ کہنے لگے یہ آپ نے کیا کر ڈالا؟ ایک نا بالغ اور معصوم بچے کو جس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا آپ نے کس جرم میں قتل کر دیا، یہ تو آپ نے بہت نازیبا حرکت کی۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ردِ عمل
- شریعتِ محمدیؐ ہو یا کسی سابقہ شریعت کی تعلیم، اس کا بنیادی اصول یہ رہا ہے کہ احکام کا اطلاق ظاہر اعمال پر ہوتا ہے، باطنی ارادے یا نتائج پر نہیں۔ انسان کے علم کی حدود صرف ظاہری اشیاء تک ہیں، اس لیے شریعت بھی انہی ظاہری علامات کی بنیاد پر حکم دیتی ہے۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہر پر حکم دینے والی شریعت کے نمائندہ نبی تھے۔ اُن کی فطرت عدل و انصاف اور مظلوم کی حمایت پر قائم تھی۔ جب انھوں نے کشتی کو نقصان پہنچاتے دیکھا، تو اس نے انھیں بولنے پر مجبور کر دیا، کیونکہ ظاہر میں یہ عمل ناحق تھا
- الشَّرِیعَةُ تَحْكُمُ عَلَى الظَّاهِرِ، وَاللهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ - شریعت ظاہر پر حکم لگاتی ہے، اور اللہ باطن کا علم رکھتا ہے۔
- علماءِ اصولِ فقہ اس قاعدے کو قضایا اور فتاویٰ میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ اصول قضاء (عدالت)، فتاویٰ اور معاشرتی معاملات کے فہم میں انتہائی بنیادی حیثیت رکھتا ہے

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ - اس نے کہا کیا نہیں میں نے کہا تھا تم سے

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا - یقیناً تو ہر گز نہیں استطاعت رکھے گا میرے ساتھ صبر کی

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ - (موسیٰ نے) کہا اگر میں پوچھوں آپ سے

سَاَلَ يَسْئَلُ ، سُؤَالًا : سوال کرنا، پوچھنا

عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا - کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد

فَلَا تُصٰحِبْنِيْ - تو نہ ساتھ رکھنا، مجھے

صَحِبَ يَصْحَبُ ، صَحَابَةٌ : ساتھ رکھنا، ساتھ ملانا

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا - یقیناً مِل گیا ہے آپ کو میری طرف سے عذر

عُذر : اپنے اوپر کسی غلطی کے الزام کو دور کرنے کی کوشش

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَاۤ - پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب

اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ - دونوں آئے ایک بستی والوں کے پاس

اَتٰى يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ: آنا

اَتَيَا : تثنیہ (دو آئے)

اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا - تو دونوں نے کھانا مانگا اس کے لوگوں سے

(ط ع م) اِسْتَطْعَمَ يَسْتَطْعِمُ ، اِسْتِطْعَامٌ کھانا مانگنا (X)

فَاَبَوْا - تو انھوں نے انکار کیا

اَبٰى يَاْبٰى ، اِبَآءٌ انکار کرنا

اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝٧٨

اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا - کہ وہ مہمان بنائیں دونوں کو (ض ي ف)

ضَيَّفَ يُضَيِّفُ ، مَضْيِيْفٌ : مہمان نوازی کرنا (II)

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا - پھر ان دونے پائی اس (بستی) میں ایک دیوار

جِدَار : دیوار

يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ - (کہ) وہ گرا ہی چاہتی تھی

اَرَادَ يُرِيْدُ ، اِرَادَةٌ : ارادہ کرنا (IV)

اِنْقَضَّ يَنْقَضُّ ، اِنْقِضَاضٌ گرجانا (VII)

فَاَقَامَهٗ - تو اس نے کھڑا کردیا اس (دیوار) کو

اَقَامَ يُقِيْمُ ، اِقَامَةٌ : قائم کرنا، درست کرنا، سیدھا کرنا (IV)

قَالَ لَوْ شِئْتَ - (موسیٰ نے) کہا اگر آپ چاہتے

شَآءَ يَشَآءُ ، مَشِيْئَةٌ: چاہنا

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا - ضرور لے لیتے آپ، اس پر اجرت

لَ: لامِ تاکید

اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذٌ : پکڑنا، لینا

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ - اُس نے کہا، اب جدائی ہے

فِرَاق : جدائی

بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ - میرے اور آپ کے درمیان

سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ - میں بتائے دیتا ہوں آپ کو تعبیر (ان باتوں کی)

نَبَّاَ يُنَبِّئُ ، تَنْبِئَةٌ : آگاہ کرنا، بتانا (II)

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا - جن پر نہ طاقت رکھی آپ نے صبر کی

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ۝٧٥ قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَىۡءٍۢ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِىۡ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّىۡ عُذۡرًا ۝٧٦ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَاۤ اَتَيَاۤ
اَهۡلَ قَرۡيَةِ اۨسۡتَطۡعَمَاۤ اَهۡلَهَا فَاَبَوۡا اَنۡ يُّضَيِّفُوۡهُمَا فَوَجَدَا فِيۡهَا جِدَارًا يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّنۡقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَيۡهِ اَجۡرًا ۝٧٧ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَ
بَيۡنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاۡوِيۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ۝٧٨

اُس نے کہا " میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ؟" موسیٰؑ نے کہا " اس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں لیجیے، اب تو میری طرف سے آپ کو عذر مل گیا۔ پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا مگر انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی اُس شخص نے اس دیوار کو پھر قائم کر دیا موسیٰؑ نے کہا " اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اُجرت لے سکتے تھے۔ اُس نے کہا " بس میرا تمہارا ساتھ ختم ہوا اب میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے

He said: "Did I not tell you that you will not be able to patiently bear with me?" Moses said: "Keep me no more in your company if I question you concerning anything after this. You will then be fully justified." Then the two went forth until when they came to a town, they asked its people for food, but they refused to play host to them. They found in that town a wall that was on the verge of tumbling down, and he buttressed it, whereupon Moses said: "If you had wished, you could have received payment for it." He said: "This brings me and you to a parting of ways. Now I shall explain to you the true meaning of things about which you could not remain patient.

قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصْحِبْنِي ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ۗ حَتّٰىٓ إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةِ ۨ اسْتَطْعَمَآ أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهٗ ۭ
قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾

موسیٰ علیہ السلام کی ایک بار پھر معافی اور درگذر کی درخواست

- حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے ایک بار پھر معاملے کو نظر انداز کرنے کی درخواست کی اور فرمایا کہ اب اگر مجھ سے ایسی بے صبری صادر ہوئی تو آپ مجھے اپنی رفاقت سے محروم کر دیجئے۔ یعنی آپ کی طرف سے مجھ پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس کے بعد آپ مجھے ساتھ نہ رکھنے کے بارے میں عذر کر سکتے ہیں۔
- بستی والوں کا واقعہ - پھر وہ آگے چلتے چلتے ایک بستی میں پہنچے، بھوک لگی ہوئی تھی، بستی والوں سے کچھ کھلانے کے لیے کہا۔ لیکن اس بستی کے خسیس لوگوں نے ان دنوں بزرگوں کے کھانا مانگنے پر بھی کھانا دینے سے انکار کر دیا
- اس پر ناراض ہونے کی بجائے بستی میں انھوں نے ایک دیوار کو دیکھا کہ جو گرا چاہتی ہے تو حضرت خضر نے محنت کے ساتھ بغیر اجرت لیے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اور اس بات کی قطعاً پروانہ کی کہ بستی والوں نے ہم سے کیا سلوک کیا تھا
- حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے پھر نہ رہا گیا، انھوں نے خضر (علیہ السلام) سے کہا کہ آپ بھی خوب آدمی ہیں کہ انھوں نے تو ہمیں کھانا تک دینا گوارا نہ کیا اور آپ نے ان کی دیوار بغیر کسی مزدوری لیے مرمت کر دی۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ ان سے اس محنت کی مزدوری طے کر لیتے تاکہ ہم خرید کر کھانا تو کھا سکتے۔
- موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کے خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اب حجت تمام ہو چکی۔ آپ نے مجھے حق دیا تھا کہ اگر آپ میری کسی بات پر اب کوئی سوال کریں تو میں اپنی مصاحبت سے الگ کر دوں۔ چنانچہ اب ہماری جدائی کا وقت آگیا ہے اور اب میں آپ کو ان تکوینی اسرار سے آگاہ کرتا ہوں جن پر آپ سکوت اختیار نہ کر سکے

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿٨٠﴾

اَمَّا السَّفِيْنَةُ - وہ جو کشتی تھی

فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ - تو وہ تھی چند مسکینوں کی

مِسْكِيْن : مسکین، نادار، مفلس

يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ - (جو) کام کرتے تھے سمندر میں

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا - تو میں نے ارادہ کیا کہ میں عیب دار کردوں اسے

اَرَادَ يُرِيْدُ ، اِرَادَةٌ : ارادہ کرنا (۱۷)

عَابَ يَعِيْبُ ، عَيْبًا: عیب دار کرنا

وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ -اور تھا ان کے آگے ایک بادشاہ

وَرَآءَ : آڑ، آگے، پیچھے

مَلِكٌ : بادشاہ

يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ - (جو) لے لیتا تھا ہر کشتی

اَخَذَ يَاْخُذُ ، اَخْذًا : پکڑنا، لینا

غَصْبًا - زبردستی

غَصْبًا : جبر، ظلم، زبردستی

وَاَمَّا الْغُلٰمُ - اور وہ جو لڑکا تھا

فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ - تو تھے اس کے والدین مومن

اَبَوٰ : اصل میں اَبَوَان تھا، اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا

ماں باپ دونوں

مُؤْمِنَيْن : مُؤْمِنٌ کا تثنیہ

فَخَشِيۡنَاۤ اَنۡ يُّرۡهِقَهُمَا طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا‌ۚ ﴿۸۰﴾ فَاَرَدۡنَاۤ اَنۡ يُّبۡدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيۡرًا مِّنۡهُ زَكٰوةً وَّاَقۡرَبَ رُحۡمًا ﴿۸۱﴾ وَاَمَّا الۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ فِى الۡمَدِيۡنَةِ وَكَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا

فَخَشِيۡنَاۤ اَنۡ - پھر ہمیں اندیشہ ہوا کہ | خَشِيَ يَخۡشٰى ، خَشۡيَةٌ: ڈرنا، خوف ہونا

يُّرۡهِقَهُمَا - وہ پھنسا دے گا ان دونوں کو | اَرۡهَقَ يُرۡهِقُ ، اِرۡهَاقًا: مبتلا کرنا، پھنسانا

طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا - سرکشی اور کفر میں | طُغۡيَان : سرکشی

فَاَرَدۡنَاۤ اَنۡ يُّبۡدِلَهُمَا - پھر ہم نے چاہا بدلے میں دے ان دونوں کو | (ب د ل) اَبۡدَلَ يُبۡدِلُ ، اِبۡدَالًا: بدلہ میں دینا (IV)

رَبُّهُمَا خَيۡرًا مِّنۡهُ - ان کا رب (ایسی اولاد) جو بہتر ہو اس سے

زَكٰوةً وَّاَقۡرَبَ رُحۡمًا - پاکیزگی میں اور صلہ رحمی میں | زَكٰوة : پاکیزگی | اَقۡرَبَ: قُرۡبٌ سے افعل التفضيل کا صیغہ | رُحۡم: رقت قلب، ہمدردی اور محبت و شفقت

وَاَمَّا الۡجِدَارُ - اور وہ جو دیوار تھی

فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ - سو وہ تھی دو یتیم لڑکوں کی | يَتِيۡمَيۡنِ : يَتِيۡم کا تثنیہ

فِى الۡمَدِيۡنَةِ وَكَانَ تَحۡتَهٗ - شہر میں اور تھا اس کے نیچے

كَنۡزٌ لَّهُمَا - ایک خزانہ ان دونوں کے لیے | كَنۡزٌ : خزانہ

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۲ ۧ

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا - اور تھا ان دونوں کا باپ نیک

اَبُوْ : والد

صَالِح : نیک

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ - تو ارادہ کیا تیرے رب نے کہ

يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا - وہ دونوں پہنچ جائیں اپنی جوانی کو

وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا - اور وہ دونوں نکال لیں اپنا خزانہ

اِسْتَخْرَجَ يَسْتَخْرِجُ ، اِسْتِخْرَاجًا: نکالنا (X)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ - تیرے رب کی رحمت ہوتے ہوئے

وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ - اور میں نے نہیں کیا یہ (سب کچھ) اپنی مرضی سے

اَمْر: کام معاملہ، حکم، مرضی، رائے، اختیار

ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا - یہ اس کی تعبیر ہے

لَمْ تَسْطِعْ - نہیں رکھی تم نے استطاعت

عَّلَيْهِ صَبْرًا - اُس پر صبر کی

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ أَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ
فَخَشِينَآ أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَآ أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ
تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَّبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ
تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾

اُس کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں، کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ رہا وہ لڑکا، تو اس کے والدین مومن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا، اس لیے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلہ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو

اور اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں اس دیوار کے نیچے اِن بچّوں کے لیے ایک خزانہ مدفون ہے اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا اس لیے تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچّے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر کیا گیا ہے، میں نے کچھ اپنے اختیار سے نہیں کر دیا ہے یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے

محمد اقبال

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾
وَأَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ أَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَآ أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَآ أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ
أَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ
رَبُّكَ أَنْ يَّبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ
تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾

As for the boat it belonged to some poor people who worked on the river, and I desired to damage it for beyond them lay the dominion of a king who was wont to seize every boat by force.

As for the lad, his parents were people of faith, and we feared lest he should plague them with transgression and disbelief, and we desired that their Lord should grant them another in his place, a son more upright and more tender hearted.

As for the wall, it belonged to two orphan boys in the city, and under it there was a treasure that belonged to them. Their father was a righteous man and your Lord intended that they should come of age and then bring forth their treasure as a mercy from your Lord; I did not do this of my own bidding. This is the true meaning of things with which you could not keep your patience."

محمد اقبال

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ
يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾

واقعات کی حکمت

- اب اس مقام پر دونوں کے فراق سے پہلے خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ایک ایک فعل کی وہ حکمت بتائی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ فعل کرائے اور پھر آپ نے یکے بعد دیگرے تمام واقعات کی حقیقت کھول دی
- **کشتی کے توڑنے کی حکمت** : حضرت خضر نے کشتی کو بیکار نہیں کیا تھا بلکہ وقتی طور پر اس کو عیب دار بنا دیا۔ آپ نے اس کی حکمت یہ بتائی کہ کشتی جس طرف جا رہی تھی اس طرف آگے ایک بادشاہ تھا جو غالباً اپنی کسی جنگی مہم کے لیے اچھی کشتیوں کو زبردستی اپنے قبضہ میں لے رہا تھا۔ چنانچہ انھوں نے اس کو ایسا عیب دار بنا دیا کہ بادشاہ کے کارندے اس کو دیکھیں تو اس کو ناکارہ سمجھ کر چھوڑ دیں (بظاہر یہ فعل ظلم اور حق تلفی ہے لیکن حقیقت میں ایک بڑے ظلم سے بچانے کی کوشش تھی)

(اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ بددل نہ ہو۔ وہ یہ سوچ کر اس پر راضی ہو جائے کہ خدا نے جو کچھ کیا ہے اس میں اس کے لیے کوئی فائدہ چھپا ہوگا، اگرچہ وہ ابھی اسے پوری طرح باخبر نہیں)

- **لڑکے کے قتل کی حکمت** ۔ خضر (علیہ السلام) نے یہ بتائی کہ اس کے ماں باپ مومن تھے، یعنی ایسے صاحب ایمان جن کی زندگی ایمان کا پیکر تھی اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر سرکشی اور ناشکری سے اپنے ماں باپ کو مبتلائے اذیت کرے گا اور ایک فتنہ بن جائے گا تو اللہ نے ارادہ فرمایا کہ اسے واپس لے لیں اور اس کے بدلے میں ایک ایسی بہتر اولاد دے جو اعمال و اخلاق میں بھی پاکیزہ ہو اور ماں باپ کے حقوق بھی احسن طریقہ سے ادا کرے

اہل ایمان کو اگر کوئی مصیبت جانی پہنچتی ہے تو اس میں بھی ان کے لیے کوئی خیر عظیم مضمر ہوتا ہے جس کو صرف اللہ ہی جانتا ہے اس وجہ سے اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ اس پر صبر کریں۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾

دیوار کی مرمت کی حکمت

- خضر علیہ السلام نے اس کی حکمت یہ بتائی کہ یہ دیوار درحقیقت دو یتیموں کی تھی، ان کے باپ نے، جو ایک نیک آدمی تھا (جس نے غالباً مرنے سے پہلے اپنے بچے چھوٹے ہونے کی بنا پر اپنا خزانہ (سونا/چاندی) بستی کے خسیس لوگوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لیے اپنی دیوار کے نیچے دفن کر دیا تھا تاکہ اس کے بچے بڑے ہو کر یہ خزانہ نکالیں اور اطمینان کی زندگی گزاریں۔ اس وجہ سے تمہارے رب نے یہ چاہا کہ یہ دیوار ان بچوں کے جوان ہونے تک قائم رہے
- اللہ تعالیٰ نے ان کے صالح باپ کی نیکی کی لاج رکھی اور ان کا خزانہ تباہ ہونے سے محفوظ کر دیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا سراسر فضل و کرم تھا جو اس صالح آدمی کی نیکی کی وجہ سے تھا اس بستی والوں کی وجہ سے نہیں تھا

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ والدین کی نیکی کا فائدہ اولاد کو پہنچاتے ہیں بلکہ بعض واقعات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کا وجود پورے علاقے اور شہر کے لیے رحمت کا باعث ہوتا ہے

- خضر علیہ السلام نے آخر میں اس بات کی بھی صراحت کر دی کہ یہ اللہ ہی کے فیصلے تھے اور اسی کے حکم سے میں نے اِن کی تنفیذ و تعمیل کی۔

ہمارا اس بات پہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے اس میں خیر اور بھلائی ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے تمام معاملات میں " تفویض الامر " کا رویہ اپناتے ہوئے راضی برضائے رب رہنا چاہیے کہ " ہرچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است ! "

اضافی مواد

Reference Material

قصۂ موسیٰ وخضر (علیما السلام)

- ☆ اس مادی نظر آنے والی دنیا سے ماوراء بھی کوئی دنیا ہے
- ☆ اور اسکو ایک چلانے والا اور اسکو کنٹرول کرنے والا بھی کوئی ہے
- ☆ انسان اس کائنات کا احاطہ نہیں کر سکتا اپنے بھرپور علم اور مشاہدے پر رائے قائم کرنے کے باوجود جو غلطیاں ہوتی ہیں اور ٹھوکریں لگتی ہیں وہ اسکا ثبوت ہیں
- ☆ اپنے احساسات وخیالات پر اصرار درست نہیں
- ☆ اس کائنات میں اس قدر پیچیدہ سوالات اور حقائق ہیں کہ انسان اپنے علم وذہانت کے باوجود انکا جواب نہیں دے سکتا
- ☆ اس کائنات کا انتظام اگر اگر انسانی علم کے حوالے کر دیا جائے تو فسادِ عظیم برپا ہو جائے
- ☆ یہی حال انسان اور انسانی معاشرے کے لیئے بنائے گئے قوانین کا
- ☆ ان حقائق کو ثابت کرنے کے لیئے اللہ نے اس عہد کی سب سے بڑی شخصیت کا انتخاب فرمایا (اولوالعزم من الرسل) جسے نہ صرف علم بلکہ خیر وصلاح کا بھی بہت بڑا حصہ ملا
- ☆ علم اور خیر کا انتساب اللہ کی طرف

قصۂ موسیٰ و خضر (علیہما السلام) کا سورت کے مرکزی مضمون سے تعلق

- سورت کا پر "تیشہ" چلاتا ہمرکزی مضمون " ایمان مقابلہ مادیت " (مادیت یہاں کفر و شرک، دنیا پرستی، دنیاوی مال و اسباب اور ذرائع وسائل کی نمائندگی ہے)
- قرآن مجید قصۂ خضر و موسیٰؑ کے ذریعے "مادیت" اور "مادی فلسفے" کی اس بنیاد کو چیلنج کرتا ہے کہ "سچ وہی ہے جو نظر آتا ہے، اور حقیقت وہی ہے جو تجربہ یا سائنس سے ثابت ہو۔" اسی فلسفے پر جدید دنیا، سائنس، معیشت، سیاسی نظام، حتیٰ کہ جدید تعلیم بھی قائم ہے۔ مگر قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ " حقیقت ہمیشہ ظاہر میں نہیں ہوتی۔ اصل حقیقت غیب میں ہوتی ہے، جس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔"
  - ⇦ کشتی توڑنا بظاہر ظلم تھا - لیکن حقیقت میں اس کشتی کو بادشاہ کی ظالمانہ قبضے سے بچانا تھا۔
  - ⇦ بچے کو قتل کرنا بظاہر بے گناہ قتل - لیکن حقیقت میں اس بچے کا بڑا ہو کر والدین کے لیے فتنہ بن جانا مقدر تھا۔
  - ⇦ دیوار تعمیر کرنا بغیر اجرت - بظاہر ناحق محنت - لیکن حقیقت میں اس کے نیچے خزانہ تھا جو یتیم بچوں کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا
- مادیت کہتی ہے: جو آنکھ سے نظر آئے، وہی سچ ہے - ایمان کہتا ہے: جو اللہ بتائے، وہی اصل سچ ہے، چاہے وہ نظر نہ آئے۔
- یوں یہ قصہ مادی فلسفے کی بنیاد پر تیشہ چلاتا ہے اور سبق سکھاتا ہے کہ حق و باطل، عدل و ظلم، فائدہ و نقصان -ان کا فیصلہ صرف ظاہر سے نہیں ہو سکتا

قصۂ موسیٰ و خضر (علیہما السلام) کا سورت کے مرکزی مضمون سے تعلق

- مرکزی مضمون - ایمان بالغیب بمقابلہ مادی فلسفہ
- ایمان "غیب" پر ہونا چاہیے، نہ کہ صرف مادی اور نظر آنے والی چیزوں پر۔
  - اللہ کا علم و ارادہ
  - قضا و قدر
  - فرشتے
  - آخرت
  - باطنی حکمتیں
- اللہ تعالیٰ اس دنیا کو نظر نہ آنے والی حقیقتوں، غیبی تدبیروں، اور حکمتوں کے ساتھ چلا رہا ہے۔ ان پر ایمان لانا ہی ایمان کا بہتر حصہ (ایمان بالغیب) ہے
- ان حقائق کو صرف مادی فلسفوں، سائنسی ماڈلز، یا انسانی عقل کی کسوٹی پر جانچنا نہ صرف ناقص ہے بلکہ ایمان کے منافی بھی
- جو لوگ صرف ظاہر کو معیار بناتے ہیں، وہ اصل حقیقت سے محروم ہو جاتے ہیں۔
- فرعون، قارون، ابو جہل، ابو لہب اور دنیا پرست لوگ - جنہیں صرف مال و دولت، طاقت اور مادہ نظر آیا، مگر وہ غیب کی حکمتوں کو نہ سمجھ سکے اور بالآخر دنیا و آخرت میں ناکام ٹھہرے

قصۂ موسیٰ وخضر (علیما السلام) کے رموز، اسباق، حکمتیں اور معارف

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ سورۃ کہف (آیات 60 تا 82) میں نہایت حکیمانہ انداز میں بیان ہوا ہے۔ یہ واقعہ بظاہر ایک سفر کی داستان ہے، لیکن در حقیقت یہ حکمت، تربیت، صبر، علم اور بندگی کے بے شمار گہرے معانی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے

1. **علم سیکھنے کی تڑپ اور جستجو**: حضرت موسیٰؑ خود ایک جلیل القدر نبی اور رسول لیکن ایک ایسے بندے سے علم سیکھنے کے لیے سفر کیا جو ان سے مختلف علم رکھتا تھا (یہ علم کی طلب کی عظمت کو بھی ظاہر کرتا ہے)
2. **علم سیکھنے میں عاجزی**: حضرت موسیٰؑ اولوالعزم من الرسل لیکن علم سیکھنے میں انتہائی عاجزی کا اظہار کیا
3. **معلم کا احترام** : سفر کے دوران حضرت موسیٰؑ کو ادب اور تابع داری کا درس دیا گیا، جو معلم (سکھانے والے) کے احترام پر مبنی چیز ہے
4. **تربیت کا تدریجی عمل** : علم سیکھنے کے لیے فوری نتائج کی امید نہ رکھی جائے، بلکہ ہر چیز کا وقت مقرر ہوتا ہے۔
5. **ظاہری ہیئت اور باطنی حکمت**: ہر واقعے کی ایک ظاہری شکل ہوتی ہے اور ایک باطنی حکمت، ضروری نہیں کہ باطنی حکمت ہمیشہ ہماری عقل پر واضح ہو
6. **ظاہر و باطن کا فرق** _بعض اوقات بظاہر ناپسندیدہ شئے یا واقعات میں خیر پوشیدہ ہوتا ہے۔ انسانی نظر و عقل محدود، اللہ کی قدرت لامحدود اور نظر کامل ہے (اس کا سبق یہ ہے کہ اللہ کی قدرت و مشیئت پر بھروسا کیا جائے)

قصۂ موسیٰ وخضر (علیہما السلام) کے رموز، اسباق، حکمتیں اور معارف

7. **دنیا کا ظاہری نقصان** —دنیا کا ظاہری نقصان ضروری حقیقی نقصان بھی ہو، یہ حقیقت اور انجام کے لحاظ سے فائدہ بھی ہو سکتا ہے (جیسے کشتی کا توڑنا...)

8. **قضا و قدر کا معاملہ** - یہ واقعات قضا و قدر کے معاملے کو واضح کر کے سمجھنے میں مدد گار ہیں۔ قضا و قدر کے فیصلے ظاہر میں عجیب نظر آتے ہیں جن کی دنیاوی توجیہ نہیں کی جا سکتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے۔ ہر واقعہ، خواہ وہ اچھا ہو یا بظاہر برا، اللہ کے علم و حکمت کے تحت ہی پیش آتا ہے۔ قضا و قدر کو سمجھنا اور اس کو تسلیم کرنا ایمان کا حصہ ہے، اس سے انسان کو تسلیم و رضا کی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں بے شمار اور انسان کی فہم سے بالاتر ہیں۔ ان واقعات سے ہمیں سکھایا گیا کہ ہر چیز پر اللہ کا مکمل علم اور کنٹرول ہے

9. **وقتی مشاہدہ اور دائمی حقیقت** - انسان صرف وہی دیکھتا ہے جو اُس وقت اس کے سامنے ہوتا ہے، جبکہ اللہ کی حکمت ماضی، حال اور مستقبل کو ایک ساتھ دیکھتی ہے۔ (اسی لیے اس کے فیصلوں میں خیر، حکمت اور اکملیت ہوتی ہے)

10. **جبر و اختیار کا توازن** - اسلامی عقائد میں جبر کا مطلب ہے کہ انسان مجبورِ محض ہے اور اپنے کسی فعل میں اس کا کوئی اختیار نہیں، جبکہ اختیار کا مطلب ہے کہ انسان کو مکمل آزادی ہے کہ جو چاہے کرے۔ جمہور اہل ایمان کا موقف ہے کہ انسان نہ مکمل مجبور ہے نہ مکمل مختار، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تحت اُسے ایک محدود اختیار دیا گیا ہے —ان واقعات کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ انسان کو چننے کی آزادی دی گئی ہے (اسی لیے وہ ثواب و عذاب کا مستحق ہے)، مگر اس کا اختیار اللہ کی حکمت اور تقدیر کے دائرے میں ہے۔ جبر و اختیار کا یہ توازن نہ انسان کو غرور میں ڈالتا ہے، نہ مایوسی میں۔

قصۂ موسیٰ وخضر (علیہما السلام) کے رموز، اسباق، حکمتیں اور معارف

11. **اللہ کے علم کی وسعت**- حضرت خضرؑ کا قول کہ یہ سب میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا، بلکہ جو کچھ کیا، اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کا علم و حکم ہی اصل بنیاد ہے، اور بندہ صرف ایک وسیلہ یا عامل ہے -اللہ کا علم نہ صرف ظاہر بلکہ باطن، ماضی، حال اور مستقبل - سب پر محیط ہے۔ اللہ جو فیصلہ کرتا ہے، وہ اپنی مکمل علم و حکمت کی بنیاد پر کرتا ہے (بندے کا کام اللہ کے علم پر اعتماد رکھنا یعنی تسلیم اور صبر و رضا ہے)

12. **انسانی عقل کی حدود**- چونکہ اللہ کا علم لامحدود اور انسانی عقل صرف ظاہری حقائق، محدود تجربات، اور جزوی معلومات پر مبنی ہوتی ہے—اس لیے اس کی عکاسی فیصلوں کے اندر بھی- نیز یہ سبق بھی کہ اللہ کی حکمت کو سمجھنے کے لیے عقل کافی نہیں

13. **اللہ کی رحمت کا پردہ** -اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بعض اوقات ایسی آزمائشیں نازل فرماتا ہے جن کے پیچھے رحمت چھپی ہوتی ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ہمیں نقصان یا محرومی سے دوچار کرتا ہے تاکہ ہمیں کسی بڑے ضرر سے بچایا جاسکے، اللہ کی رحمت کبھی کبھی تکلیف کی شکل میں سامنے آتی ہے، لیکن اس کا انجام بہتر ہوتا ہے، رحمت کا پردہ بعض اوقات آزمائش کے پردے میں چھپا ہوتا ہے

14. **غیب پر ایمان** - "غیب" سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں انسانی عقل، حواس یا ظاہری مشاہدہ نہیں پا سکتے-ان واقعات میں خضرؑ کے وہ تمام فیصلے اللہ کی طرف سے دیے گئے غیبی علم کی بنیاد پر تھے۔ ایمان بالغیب کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ کے فیصلوں پر اعتماد کریں چاہے ان کی حکمت ہمیں نظر نہ آئے - غیب پر یقین ہی سچے ایمان کی بنیاد ہے

15. **مسئلۂ شر (Problem of Evil)** — یہ سوال کہ اگر خدا نیک، رحیم، اور قادرِ مطلق ہے، تو دنیا میں ظلم، درد، ناانصافی، اور مصیبتیں کیوں ہیں؟ اس کی یہاں وضاحت۔ کہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے، جزا و سزا کی جگہ نہیں اور یہ بھی کہ ہر شر کے پیچھے کوئی خیر چھپی ہوتی ہے دنیا میں چونکہ ہمارے علم اور ادراک کی حد ہے، ہم پوری تصویر نہیں دیکھ سکتے۔ آخرت میں یہ سب واضح ہو جائے گا

نیک والدین کی نیکی کا اثر اولاد پر

- قرآن کے اس حصے کی آیات (آیت ۸۲) سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی نیکی اور اطاعت صرف اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتی، بلکہ اس کے اثرات اس کی اولاد اور نسلوں تک پہنچتے ہیں۔
- وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ ... اور ان کا باپ نیک آدمی تھا، اس لیے تمھارے رب نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ تمھارے رب کی رحمت کی وجہ سے (کیا گیا) ہے
- بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ان دونوں یتیموں کے باپ ہی نے وہ مال دفن کیا تھا۔ جبکہ بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ ان کے ساتویں یا دسویں پردادا نے مال دفن کیا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی اولاد کی کئی پشتوں تک حفاظت فرماتا ہے۔
- سنن ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صالح آدمی کی اولاد، اس کی اولاد کی اولاد، اس کے خاندان والوں اور اس کے ارد گرد کے خاندانوں کی حفاظت فرماتا"
- دوسرے مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ کم درجے والی اولاد کو نیک والدین سے ملا دیا جائے جنت میں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ - (۲۱)

سورة الطور - اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے

- جن کے باپ اپنے اخلاص و تقوی اور عمل و کردار کی بنیاد پر جنت کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی ایماندار اولاد کے بھی درجے بلند کر کے، ان کو ان کے باپوں کے ساتھ ملا دے گا

نیک والدین کی نیکی کا اثر اولاد پر

- امام رازیؒ نے اس ضمن میں لکھا ہے کہ نیک والدین کی نیکی نسلوں کی حفاظت کا سبب بنتی ہے۔
- علامہ امام ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ نیک والدین کی برکت سے دینی و دنیاوی فلاح ملتی ہے، چاہے اولاد اس قابل نہ بھی ہو
- علمائے کرام کے نزدیک والدین کی نیکیوں سے اولاد کو جو فائدے ملتے ہیں ان میں :
  - رزق میں برکت
  - دشمنوں سے حفاظت
  - دل میں نیکی کے جذبات
  - دعاؤں کی قبولیت
  - معاشرتی مقام اور عزت میں اضافہ شامل ہیں
- نیک والدین کی نیکیاں اولاد کے لیے رحمت، تحفظ، اور ہدایت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ یہ ایک فطری سنتِ الٰہی ہے کہ نیک لوگوں کی اولاد کو ان کے والدین کے صدقے میں خاص عنایات حاصل ہوتی ہیں۔ اس لیے ہر والدین کو چاہیے کہ خود نیکی کی راہ اختیار کریں تاکہ اولاد کے لیے خیر و برکت کا دروازہ کھلا رہے۔
- تاہم قرآن و حدیث میں یہ اصول بیان ہونے کے باوجود، ہر فرد اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، اس لیے والدین کی نیکی اولاد کے لیے آسانی کا سبب تو بن سکتی ہے، مگر ہر فرد کو اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے اور اخروی فلاح کے لیے اسے خود نیک اعمال کرنے ہوں گے اور خود صالح بننا ہوگا

اجتماعی فلاح کے لیے انفرادی نقصان کا جواز

- اس واقعے میں حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو جو نقصان پہنچایا وہ وقتی تھا لیکن اس سے کشتی والوں کی جانیں بچ گئیں۔ اسلام فقہ میں اسے "**اجتماعی فلاح کے لیے انفرادی نقصان کا جواز**" کا اصول کہا جاتا ہے
- فقہ اسلامی میں اسے جن عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے ان میں :
  - ⇦ يُحْتَمَلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِدَفْعِ الضَّرَرِ الْعَام - انفرادی نقصان کو برداشت کر لیا جاتا ہے تاکہ اجتماعی نقصان کو روکا جاسکے
  - ⇦ يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْأَخَفُّ لِدَفْعِ الضَّرَرِ الْأَشَدِّ - کم نقصان کو برداشت کیا جاتا ہے تاکہ بڑے نقصان سے بچا جاسکے
- اسلام کا بنیادی مقصد انسانیت کی بھلائی، عدل، امن، اور فلاح ہے۔ اگر کسی وقت ایک فرد کا معمولی نقصان پورے معاشرے یا بڑی تعداد کے فائدے کے لیے ضروری ہو، تو اسلام اس کو جائز قرار دیتا ہے — بشرطیکہ یہ فیصلہ انصاف، حکمت اور رحمت کی بنیاد پر ہو۔
- جب دو نقصانوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہو، تو بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹا نقصان قبول کر لیا جائے۔ (امام غزالی - المستصفی)
- "عوام کا فائدہ خصوصی فائدے پر مقدم ہے۔" (امام ابن تیمیہ - مجموع الفتاوی)
- شریعت کا مقصد عوام کے مفادات کا تحفظ ہے، لہٰذا انفرادی نقصان کو اجتماعی فائدے کے لیے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ (امام شاطبی - الموافقات)

اجتماعی فلاح کے لیے انفرادی نقصان کا جواز

اس کی عملی مثالوں میں :

- جنگ کے دوران کسی پل یا سڑک کو گرانا تاکہ دشمن کا حملہ روکا جاسکے، حالانکہ اس سے مقامی لوگوں کو وقتی تکلیف ہو۔
- متعدی بیماری (مثلاً طاعون وغیرہ) کے دوران ایک علاقے کو بند کرنا (لاک ڈاؤن) حالانکہ اس سے کچھ افراد کی تجارت یا آمدورفت متاثر ہوتی ہے
- قانون میں بعض سخت سزائیں (مثلاً چوری پر ہاتھ کاٹنا) انفرادی سزا ہے مگر اس کا مقصد پورے معاشرے کو امن دینا ہے۔

اس کی شرائط میں :

- نقصان "واقعی ضرورت" کے تحت ہو، محض خواہش یا ظلم پر نہ ہو
- اجتماعی فائدہ یقینی اور واضح ہو، محض ظن و گمان پر نہ ہو
- انفرادی نقصان کو کم سے کم کیا جائے
- فیصلہ اہل علم اور بصیرت رکھنے والے ذمہ داران کریں۔

☜ اسلامی فقہ کا یہ اصول توازن اور انصاف پر مبنی ہے، جس کا مقصد معاشرے کے تحفظ اور فلاح کو یقینی بنانا ہے۔ البتہ، اسے استعمال کرتے وقت شرعی ضابطوں اور اخلاقی حدود کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ کسی فرد کے حقوق غصب نہ ہوں

مثنّیٰ الفاظ

- عربی زبان میں "مثنّی" ان الفاظ کو کہتے ہیں جو دو اشیاء، افراد، یا معنوں کو ظاہر کرتے ہیں۔
- عربی میں مثنّی کی ایک واضح اور مستقل نحوی شکل ہے، مثلاً کِتابان یا کِتابَین (دو کتابیں)
- عربی میں واحد اسم اور واحد صفت، مثنّی بنائے جاتے ہیں

مثنّی بنانے کا طریقہ :

☜ اگر اسم مذکر ہو تو واحد کے آخر میں 'انِ' (ـَانِ) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے کِتابٌ ← کِتاباںِ، (دو کتابیں)، رَجُلٌ ← رَجُلانِ (دو مرد)

(یہ الفاظ کی " حالتِ رفع " یعنی پیش والی حالت (Nominative) ہے

⇦ نصب (Accusative) اور جر کی حالت میں، مثنّی بنانے کے لیے 'ینِ' (ـَیْنِ) کا اضافہ کیا جاتا ہے

⇦ رَجُلٌ ← رَجُلَین (دو مرد)

⇦ مُسْلِم ← مُسْلِمَین (دو مسلم)

- دونوں حالتوں سے معانی میں کوئی فرق نہیں آتا

☜ اگر لفظ مؤنث ہو، تو اس کی تاء مربوطة (ة) کو ہٹا کر 'انِ' (ـَانِ) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے سَیّارَةٌ ← سَیّارتانِ / سَیّارتَیْنِ

سورۃ کہف (60–82)- مثنّیٰ الفاظ کی فہرست

لفظ	معانی	آیت
بَيْنَهُمَا	ان دونوں کے درمیان	آیت 61
فَارْتَدَّا	پس دونوں پلٹے	آیت 64
آثَارِهِمَا	ان دونوں کے نشاناتِ قدم	آیت 64
فَوَجَدَا	تو دونوں نے پایا	آیت 65
فَانْطَلَقَا	تو دونوں روانہ ہوئے	آیت 71
رَكِبَا	دونوں سوار ہوئے	آیت 71
أَبُوهُمَا	ان دونوں کا والد	آیت 82
لَقِيَا	دونوں ملے/پہنچے	آیت 74
أَتَيَا	وہ دو آئے	آیت 77
غُلَامَيْنِ	دو لڑکے	آیت 82
عَيْنَيْنِ	دو چشمے	آیت 82
أَشُدَّهُمَا	ان دو کی بلوغت	آیت 82

لفظ	معانی	آیت
بَلَغَا	وہ دو پہنچے	آیت 61
حُوتَهُمَا	ان دونوں کی مچھلی	آیت 61
فَتَيَيْهِمَا	ان دونوں کے جوان	آیت 62
جَاوَزَا	دونوں آگے نکل گئے	آیت 62
اسْتَطْعَمَا	دو نے کھانا مانگا	آیت 77
يُضَيِّفُوهُمَا	ن دونوں کی ضیافت	آیت 77
أَبَوَاهُ	اس کے والدین	آیت 80
مُؤْمِنَيْنِ	دو مومن	آیت 80
يُرْهِقَهُمَا	وہ مبتلا کرے گا دونوں کو	آیت 80
يَتِيمَيْنِ	دو یتیم	آیت 82
يَبْلُغَا	وہ دو پہنچیں	آیت 82
يَسْتَخْرِجَا	وہ دو باہر نکالیں	آیت 82